٦٦

عورت کی حریت کا زمانہ آگیا ہے

(فرمودہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۸ء)

۱۴- مارچ ۱۹۲۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے محترم صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے سابق مبلغ ماریشس کا نکاح استانی فاطمہ بیگم صاحبہ سے پانچ صد روپے مہر پر پڑھا:-

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اس وقت دنیا کے اہم ترین سوالات میں سے ایک سوال عورت اور مرد کے تعلقات کا ہے ایک طرف اس روشنی کو لیں جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل عرب میں نمودار ہوئی اور جس نے انسان کے ذہن میں یہ فکر اور خیال پیدا کرنے کی کوشش کی کہ عورت بھی انسان ہی ہے۔ اور دوسری طرف لاکھوں بلکہ اربوں سال کے رسم و رواج کو دیکھو جس پر متواتر عمل کرنے کے باعث یہ یقین کیا جاتا تھا کہ عورت کو مرد کے مساوی حقوق ہرگز حاصل نہیں۔ عورت صرف مرد کی خدمت کے واسطے پیدا کی گئی ہے اور مرد کے ساتھ طبعی یا غیر طبعی اختلاف پیدا ہو جانے کے بعد بھی عورت کا فرض ہے کہ اس کے نام کو ہی پکڑ کر بیٹھی رہے۔ ایک زمانہ تک تو وہ عرب میں چمکنے والی روشنی انسانی افکار میں وہ تغیر پیدا نہ کر سکی جو کرنا چاہتی تھی مگر آہستہ آہستہ اپنا کام کرتی چلی گئی یہاں تک کہ وہ خیال جو قلوب کی سطح کے نیچے نہیں جاتا تھا انسانی قلوب میں جگہ حاصل کرنے لگا۔

عورت اور مرد کے حقوق کا سوال رسول کریم ﷺ کے وقت پیدا ہوا مگر اس وقت انسانی ذہن اور افکار اس کی حکمت کو سمجھنے کے قابل نہیں تھے اس لئے اس کو محض ایک حکم سمجھا گیا اور اس کی حقیقت کو نہ سمجھا جا سکا۔ جس طرح ایک بچہ اپنی ماں کو جو کہ مر چکی ہو اماں اماں کہہ

کر پکارتا ہے اور اس حقیقت سے ناآشنا ہوتا ہے کہ وہ مرچکی ہے۔ اسی طرح چونکہ اس حکم کی حقیقت کو نہ سمجھا گیا تھا اس لئے اس کے اثرات بھی پیدا نہ ہوئے تھے۔

قرآن کریم میں مرد کو مخاطب کر کے عورتوں کے متعلق وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ۔ [1] ایک چھوٹا سا فقرہ فرمایا گیا جو عظیم الشان نتائج پیدا کرنے والا تھا۔ اس کے مقابل پر لاکھوں سال کا طرز رہائش اور رسم و رواج تھے۔ اس کے راستہ میں ایک ایک قدم پر روکیں تھیں مگر اس صداقت کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جب خدا تعالیٰ نے اس آواز کو اٹھایا لوگوں کی عادات رسم و رواج اس کے مقابل میں آئے مگر اسے کوئی نہ روک سکا۔

وہ خیالات جن کی اہمیت دیر سے ظاہر ہو نہایت اہم ہوتے ہیں یہ آواز ان آوازوں میں سے ایک تھی جن کی حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے وابستہ تھی۔ جیسے توحید کامل جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانہ میں حقیقی شکل میں دنیا پر ظاہر کیا یا جیسے ختم نبوت کا مسئلہ جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اصلی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ خاتم النبیّن کے لفظ کو مسلمانوں نے لے لیا تھا مگر اس کی حقیقت کو نہ سمجھا تھا کہ اس کے ذریعہ رسول کریم ﷺ کو کتنی برتری حاصل ہوگئی۔ انہوں نے اس کو محض ایک عزت کا خطاب سمجھ لیا تھا اور حقیقت کی جستجو نہ کی۔ ان انکشافات کا ایک لمبے عرصہ تک پوشیدہ رہنا ان کی اہمیت پر دلالت کرتا ہے۔ وہ زمانہ ان مسائل کے لئے حمل کا زمانہ تھا اور اب ان کی ولادت کا وقت ہے اور بلوغ کو پہنچنے تک نہ معلوم ان کے اور کس قدر حقائق کا انکشاف ہو۔

عورت مرد کے تعلق کا مسئلہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے جس کے حمل کے لئے تیرہ صدیاں درکار تھیں اور اب اس نے ایسی شکل اختیار کرلی ہے کہ دنیا حیران ہو رہی ہے کہ آئندہ کیا ہوگا۔ اب عورت نے اس امر کا احساس کیا ہے کہ میری حریت کا زمانہ آگیا۔ وہ مرد جو عورتوں کو خدمت گار بلکہ غلام سمجھتے تھے اور جو اپنے اکرام کی خاطر بیوی سے ہر قسم کی خدمت لیتے تھے حیران ہیں کہ ہماری زندگی اب کس طرح گزرے گی۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی ان کی نظر سے پوشیدہ ہے اور ان کے سامنے وہی احساس ہے جو ان کو ورثہ میں ملا ہے اور وہ حیران ہو رہے ہیں کہ اب کیا ہوگا۔ ایک تغیر یورپ میں رونما ہوا ہے اور وہاں مرد اپنی جگہ اور عورت اپنی جگہ چلّا رہے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں اپنی جگہ سے ہل گئے ہیں اور اکھڑنا

ہمیشہ درد پیدا کرتا ہے۔ ان کو آرام اسی وقت حاصل ہوگا جب اسلام نے مرد و عورت کے جو حقوق بتائے ہیں ان کا لحاظ رکھا جائے گا۔ مجھے افسوس ہے کہ وہی اسلام جو اس آواز کو لے کر آیا اسی کے ماننے والے اس پر عمل کرنے میں سب سے پیچھے ہیں۔

عورت کی حریت کا سوال غیروں میں پیدا ہو چکا ہے مگر انہوں نے اس کا غلط علاج سوچا لیکن مسلمانوں میں ابھی تک یہ احساس بھی پیدا نہیں ہوا۔ وہ کہتے ہیں یہ حد درجہ کی بے غیرتی ہے کہ بیوہ یا مطلقہ دوبارہ شادی کرے۔ گویا وہ سمجھتے ہیں عورت جانور سے بھی بدتر ہے۔ جانور تو دوسرے کے پاس بیچا جاسکتا ہے یعنی وہ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں جاسکتا ہے مگر عورت ایک خاوند سے جدا ہو کر دوسرے کے پاس نہیں جاسکتی مگر جب کوئی خیال پیدا ہو جائے تو پھر وہ بڑھتا اور ترقی کرتا ہے اس لئے اب عورتوں کی غلامی کے خیال کی زندگی بھی تھوڑے دن باقی رہ گئی ہیں۔ مسلمان عورتوں میں بھی وہی باتیں پیدا ہو رہی ہیں جو دوسری قوموں میں ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمان بجائے اس کے کہ ان کا علاج قرآن کریم سے پوچھیں یورپ کا طریق اختیار کر رہے ہیں اس لئے وہی بے چینیاں جو یورپ میں ہیں ان میں بھی پیدا ہو رہی ہیں۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے گو رسم و رواج کا مقابلہ کرنے میں تکلیف تو ہوگی مگر اس کا انجام نیک ہوگا۔ عورت اور مرد کے حقوق کے متعلق دنیا میں انقلاب پیدا ہونے والا ہے مگر ضروری ہے کہ وہ تغیر قرآن کے مطابق ہو۔ اگر عورتوں کو قرآن کریم کے بتلائے ہوئے حقوق نہ دیئے گئے تو وہ یورپ والے حقوق کا مطالبہ کریں گی اور لیں گی۔ اور وہاں یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ مرد کا صرف نام لیتی ہیں تاکہ اپنے آپ کو اس سے منسوب کر سکیں تا کوئی انہیں آوارہ نہ کہے۔ پس انجام بخیر کے لئے ضروری ہے کہ عورتوں کے حقوق ان کو دیئے جائیں مطلقہ اور بیوہ عورتوں کو شادی کی اجازت دی جائے۔ اور یہ صرف ابتدائی حقوق ہیں جن سے ابھی تک عورت کو محروم رکھا گیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے جب کہیں بیوہ کی شادی ہو تو تمام گھر ماتم کدہ بن جاتا ہے اور اس کے خاندان کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا جاتا ہے ان کو مظلوم سمجھا جاتا ہے گویا عورت کا کوئی حق ہی ان کے نزدیک نہیں۔ اس وقت میں صوفی غلام محمد صاحب کے نکاح کا اعلان استانی فاطمہ بیگم سے مبلغ پانسو روپیہ مہر پر پڑھا جانے کا کرتا ہوں۔

(الفضل ۳۔ اپریل ۱۹۲۸ء صفحہ ۷، ۸)

ے البقرۃ : ۲۲۹۔